E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.Ed

Paper : **5.7 Psychology of Learner and Learnin**

Module Name/Title : **Bandura's Social Learning Theory**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM
PRESENTATION	Interviewee: Dr. Md. Mushahid Interviewer: Dr. Md. Afroz Alam
PRODUCER	M.A. Muneer

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

☆ عمل کے ذریعے اکتساب کو فروغ ملتا ہے۔

☆ تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے، کام کو نئے طور پر کرنے اور غور وفکر کی صلاحیت کو فروغ دینے میں مددگار ہوتا ہے۔

☆ موثر اکتساب کے لیے ''کل'' یعنی کہ Whole کا طریقہ جز یعنی کہ Part سے بہتر ہے۔

☆ اس اکتسابی نظریہ میں مقاصد کا بہت ہی اہم رول ہوتا ہے۔

☆ دریافت (Inventions) اور ایجادات (Discoveries) کے لئے بھی معاون ہے۔

☆ مسائل کو حل کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔

☆ Thinking، Reasoning اور Imagination کو پروان چڑھانے میں مددگار ہے۔

☆ تعمیری (Constructive) اور تخلیقی صلاحیتوں (Creativity) کو بڑھاوا ملتا ہے۔

5.7 سماجی اکتساب کا نظریہ (Social Learning Theory)

اس نظریہ کو البرٹ بندورا (Albert Bandura) نامی ماہر نفسیات نے پیش کیا ہے۔ بندورا کے مطابق اکتساب ایک سماجی عمل ہے یعنی کہ ہر بچہ، ہر شخص، ہر انسان جو کچھ بھی سیکھتا ہے یا اکتساب کرتا ہے وہ سماج سے ہی سیکھتا ہے۔ اسی لئے اس نظریہ کا نام سماجی اکتساب کا نظریہ رکھا گیا۔ ہم سب کو معلوم ہے انسان ایک سماجی حیوان ہے وہ سماج میں رہتا ہے، سماج میں رونما ہونے والی چیزوں کو دیکھتا ہے، ان کا مشاہدہ کرتا ہے اور ان کے اثرات کو اپنے اندر داخل کرتا ہے۔ سماج میں رونما ہونے والے واقعات، حادثات، تجربات سے وہ بہت کچھ سیکھتا ہے۔ چونکہ ایک بچہ اپنے اردگرد کے ماحول کا مشاہدہ کرتا ہے۔ بڑوں کے عمل کو دیکھتا ہے۔ ان تمام چیزوں کو دیکھنے، مشاہدہ کرنے اور سمجھنے کے بعد ان کی باتوں یا چیزوں کو دہرانے کی یا سیکھنے کی کوشش کرتا ہے جو اسے اچھی لگتی ہیں یا تقویت (Reinforcement) فراہم کرتی ہیں، اس لیے اس نظریہ کو ہم مشاہداتی اکتسابی نظریہ یعنی کہ (Observation Theory of Learning) بھی کہتے ہیں۔ ایک اور خاص بات اس اکتسابی نظریہ کی ہے۔ بقول بندورا سیکھنے والا آنکھ سے دیکھی ہوئی ہر چیز کو نہیں دہراتا یا نقل کرتا ہے بلکہ ان ہی چیزوں کو دوہراتا یا کرنے کی یا سیکھنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے من کو بھائے، اسے اچھی لگے۔ اس بات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص، جس واقعہ اور جس حادثہ سے انسان متاثر ہوتا ہے اسی کو سیکھتا یا عمل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک طالب علم کو اپنے ایک استاد کے بات چیت کرنے کا طریقہ بہت اچھا لگتا ہے تو وہ اسی طرح گفتگو کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک کرکٹ کھیلنے والے بچے کو سچن تندولکر کے بیٹنگ کی اسٹائل اچھی لگتی ہے تو وہ بھی بلے بازی کرتے وقت تندولکر کی ہی طرح بلے بازی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ہمیں کسی فلمی ہیرو یا ہیروئن کا لباس اچھا لگتا ہے تو ہم اس طرح کے لباس کو پہننا پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح نہ جانے ہم کتنی مثالوں کو آپ کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اب آپ بھی غور کیجیے کہ ہم اپنی زندگی میں کن کن چیزوں کو دوسروں کی نقل کر کے سیکھنے میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی کہ ہر شخص کسی نہ کسی کا مخصوص انداز Follow کرتا ہے اور اپنی زندگی میں کوئی نہ کوئی رول ماڈل رکھتا ہے اور اپنے آپ کو اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لیے ہم اس اکتسابی نظریہ کو ماڈلنگ اکتسابی نظریہ (Modelling Learning Theory) کے نام سے بھی جانتے ہیں۔

اس نظریہ کو پیش کرنے سے پہلے بندورا بہت فکرمند رہتے تھے کہ کیا وجہ ہے آج کا نوجوان کافی غصہ ور یعنی کہ Aggressive ہے۔ اس حقیقت کا پتہ لگانے کے لیے انہوں نے بڑی کوشش کی، تحقیق کی۔ تحقیق کے بعد ان پر یہ عیاں ہوا کہ نوجوانوں کے قول و فعل میں، ان کی برتاؤ میں، ان کی بات چیت کرنے کے طریقوں میں، ان کے لباس میں، ان کی باتوں کے اسٹائل میں فلموں کے گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اور نوجوان نسل فلموں کے اثرات کو سب سے زیادہ اپنی زندگی کا حصہ بنا رہی ہے۔ اس بات سے ہم بخوبی واقف ہیں کہ فلم میں ایک ہیرو ہوتا ہے، وہ سماج کے ہر حالات خواہ وہ کیسے بھی ہوں ان

سے اکیلے مقابلہ کرتا ہے۔سماج کے تمام بندھنوں کو توڑتا ہے اور آخر میں جیت اُسی کی ہوتی ہے، اسی لئے تو وہ ہیرو کہلاتا ہے۔ چونکہ ہم سب کو معلوم ہے کہ عمر کا 14واں تا18واں سال ایسا ہوتا ہے جس میں ایک انسان نہ تو مکمل طور پر نا سمجھ ہوتا ہے نا ہی مکمل طور پر سمجھ دار۔یعنی کہ یہ عمر نا بالغ اور بالغ کے بیچ کی ہوتی ہے۔ نتیجتاً جو چیز اس کے دل و دماغ کو متاثر کرتی ہے وہ اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی زندگی کا حصہ بناتا ہے۔اور فلموں میں چونکہ Aggression بہت زیادہ دکھایا جاتا ہے اس لیے نوجوان کے برتاؤ میں Aggression شامل ہوتا ہے۔

بندورا نے ماڈل کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ایک تو حقیقی زندگی کے ماڈل اور دوسرا علامتی ماڈل

(1) حقیقی زندگی کے ماڈل (Real Life Model)

(2) علامتی ماڈل (Symbolic Model)

حقیقی زندگی کے ماڈل وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو ایک سیکھنے والا اپنے ماڈل کے طور پر سمجھتا ہے اور جب کوئی بھی بچہ یا انسان اپنی زندگی میں ماڈل رکھتا ہے تو وہ اپنے ماڈل کی ہر بات کو، ہر عمل کو، ہر برتاؤ کو، ہر طریقہ کو اپنی زندگی میں بھی اُتارنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ ماڈل ایک بچہ کے لیے اس کے والدین ہوسکتے ہیں۔اس کے اساتذہ ہوسکتے ہیں، دوست واحباب ہوسکتے ہیں، فلموں کے ہیرو اور ہیروئن ہوسکتے ہیں، مختلف کھیلوں کے کھلاڑی ہوسکتے ہیں، سپاہی یا رہنما ہوسکتے ہیں، سماج کا کوئی بھی کامیاب شخص بھی ہوسکتا ہے۔

انسان اپنی زندگی میں علامتی ماڈل سے بھی بہت کچھ سیکھتا ہے جن میں کتابیں، فلمیں، ٹیلی وژن، تصاویر، اخبارات، رسائل و جرائد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔یعنی کہ کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اگر کوئی بات ہمیں بہت اچھی لگی، ہمارے دل کو چھوگئی تو ہم اس بات کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیتے ہیں اور اس سے سیکھی ہوئی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ہم سنیما اور فلموں سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں۔جیسا کہ بندورا نے ثابت کیا کہ نوجوان نسل کے برتاؤ میں فلموں کا سب سے زیادہ عمل دخل ہے۔اسی طرح ہم مصوری یا تصاویر دیکھ کر بھی ان کے Messages جو ہمیں اچھی لگتی ہیں، انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ٹھیک اسی طرح ہم اخبارات، رسائل و جرائد میں لکھی گئی ان باتوں کو اپنے قول و فعل کا حصہ بناتے ہیں جو ہم کو متاثر کرتی ہیں۔اس دنیا میں ان گنت ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں لوگوں نے لکھی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی کو تبدیل کر دیا۔اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ رول ماڈل اکتساب میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

نمونہ کے انتخاب کے عوامل (Factors for Selection of Models)

اس نظریہ کے مطابق جب ایک بچہ یا انسان اپنے رول ماڈل کا انتخاب کرتا ہے تو اس کے مختلف وجوہات ہوتے ہیں جن کو ہم عوامل بھی کہہ سکتے ہیں۔تو آئیے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ نمونہ یا رول ماڈل کے انتخاب میں کون کون سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔

☆ عمر-عمر مختلف عوامل میں سب سے اہم ہے۔کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچے زیادہ تر اپنے رول ماڈل کے طور پر ان ہی نمونوں کا انتخاب کرتے ہیں جو ان کی عمر سے مناسبت رکھتے ہیں۔مثال کے طور پر ڈوری مان، چھوٹا بھیم، شکتی مان وغیرہ۔اسی طرح نوجوان فرد نوجوان کو اپنا رول ماڈل بناتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح معمر افراد بھی معمر افراد کو ہی رول ماڈل کے طور پر منتخب کرتے ہیں۔ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی بوڑھا فرد اپنے ماڈل کے طور پر ڈوری مان کا انتخاب کرتا ہے اور ایک چھوٹا بچہ اپنے ماڈل کے طور پر مولانا آزاد یا گاندھی جی کا انتخاب کرتا ہے۔

☆ جنس (Sex)- یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ایک مرد کسی مرد کو ہی رول ماڈل کے طور پر اپناتا ہے اور ایک خاتون بھی خاتون کو ہی اپنا رول ماڈل بناتی ہیں۔اکثر و بیشتر نوجوان لڑکے کسی فلمی ہیرو کو اپنا رول ماڈل بناتے ہیں تو لڑکیاں فلمی ہیروئن کو ہی رول ماڈل بناتی ہیں۔یہ دیکھنے میں بہت کم آتا ہے کہ مخالف جنس کو کوئی اپنا رول ماڈل بناتا ہے۔

☆ رتبہ (Status)- اکثر و بیشتر ان ہی افراد کو رول ماڈل کے طور پر منتخب کیا جاتا ہے جن کا سماج میں کافی بلند مرتبہ، مقام یا رتبہ ہوتا ہے۔اگر آپ غور

فرمائیں گے تو محسوس ہوگا کہ انہیں افراد کو ماڈل کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے یا رول ماڈل بنایا جاتا ہے جنہوں نے دوسروں سے ہٹ کر اعلیٰ کارکردگی کا اپنے اپنے میدانوں میں مظاہرہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر گاندھی جی، مولانا آزاد، سچن تندولکر، ایم ایف حسین، شاہ رخ خان اور نہ جانے کتنے۔ بہرکیف زیادہ تر اعلیٰ رتبہ والا شخص ہی ماڈل بنتا ہے۔

☆ اکتساب کے اہم اجزا (Important Components of Learning)

اس اکتسابی نظریہ کے جو چار اہم اجزا ہیں وہ نیچے پیش کیے جا رہے ہیں۔

(1) توجہ (Attention) - اکتساب کے میدان میں توجہ کی بڑی اہمیت ہے یعنی کہ ہم جس چیز کو توجہ کے ساتھ دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، مشاہدہ کرتے ہیں وہ چیز ہمیں بہتر طور پر یاد ہو جاتی ہے اور ہم سیکھ جاتے ہیں۔ اس لیے یہ بات ہمیشہ کی جاتی ہے کہ معلم کو چاہئے کہ طلبا کو وہ بار بار بتائیں کہ بہتر اکتساب کے لئے پوری توجہ کے ساتھ وہ باتوں کو سنیں، دیکھیں اور سمجھیں۔ اگر استاد کی باتوں کو طلبا توجہ کے ساتھ سنیں گے، دیکھیں گے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے تو ان کو سیکھنے میں کسی بھی قسم کی دشواری نہیں ہوگی۔

(2) یادرکھنا/ ذہن نشیں کرنا/محفوظ رکھنا (Retention) یہ کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے اکتساب کا تقریباً 70 فیصد حصہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اکتساب کے میدان میں آنکھ کی اہمیت کان سے زیادہ ہے، تبھی تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیزوں کو کبھی نہیں بھولتے۔ اس لیے یہ استاد کی ذمہ داری ہے کہ تدریسی فعل انجام دیتے وقت ان وسائل کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرے جن کو ہم تدریسی وسائل کے نام سے، اکتسابی وسائل کے نام سے، معاون اشیا کے نام یا TLM کے نام جانتے ہیں۔ یہ تمام وسائل ماڈل کی شکل میں، چارٹ کی شکل میں، ریڈیو ٹیلی ویژن کی شکل میں کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کی شکل میں، تصاویر کی شکل میں دورانِ تدریس استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

(3) برتاؤ کے ذریعہ عمل کرنا (Behavioural Production) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو جو باتیں ہم سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، مشاہدہ کرتے ہیں، انہیں اگر اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہیں تو عمل کے ذریعہ اپنے برتاؤ میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک نوجوان جب فلم یا سنیما دیکھتا ہے تو ان باتوں کو دہراتا ہے جو باتیں اسے متاثر کرتی ہیں۔ اسی طرح ایک فرد اپنے رول ماڈل کی تمام چیزوں پر عمل کرتا ہے یا اپنی برتاؤ کا حصہ بناتا ہے۔ اس لیے معلم کو چاہئے کہ طلبا کے سامنے ایک بہترین ماڈل کے طور پر اپنے آپ کو پیش کریں کیوں کہ اکثر و بیشتر طلبا اپنے اساتذہ کی نقل کرتے ہیں جن میں انکی بات چیت یا گفتگو کرنے کا طریقہ، حرکات وسکنات، لباس، چال چلن، رہن سہن وغیرہ کافی اہمیت کے حامل ہیں۔

(4) محرکہ/تحریک اور تقویت (Motivation & Reinforcement) درس وتدریس میں محرکہ اور تقویت کا بڑا ہی اہم رول ہے۔ اس لیے معلم کو یہ چاہیے کہ طلبا کو ہمیشہ اچھے کام، اچھے اعمال کرنے کی ترغیب دیں اور اگر کوئی طالب علم غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرے تو اسے شاباشی دے، اہم رتبہ، میڈل، سرٹیفکیٹ وغیرہ ستائش کے طور پر پیش کرے تاکہ اس طالب علم کے اندر حوصلہ اور جذبہ پروان چڑھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ دوسرے طلبا کو بھی نصیحت ملے گی۔ اگر ایسا کیا گیا تو بلاشبہ اچھے نتائج برآمد ہوں گے اور طلبا کے اندر اکتساب کے تئیں مثبت رویہ پروان چڑھے گا اور وہ کامیابی کے بام عروج تک پہنچ جائیں گے۔

☆ کمرۂ جماعت میں اطلاق/تعلیمی مضمرات (Educational Implication) ایک معلم ماڈل کے طور پر اپنے طالب علموں کے اندر اکتساب کے تئیں اہم رول ادا کرسکتا ہے۔ معلم کی پوری شخصیت طالب علموں کے لیے مشعل راہ ہوتی ہے اس لیے اسے چاہیے کہ طلبا کے اندر اچھی سوچ وفکر، اچھے احساسات، خیالات وجذبات اور ساتھ ہی ساتھ اچھے اعمال کو کرنے کی ترغیب دیں۔

مختصر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس اکتسابی نظریہ کا اطلاق شخصیت کے تینوں پہلوؤں پر یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہے جن میں وقوفی / ادرا کی حلقہ

(Cognitive Domain)، جذباتی حلقہ (Affective Domain) اور نفسی وحرکی حلقہ (Psycho - motor Domain) شامل ہیں۔

5.8 یاد رکھنے کے نکات

☆ سعی اور خطا کے اکتسابی نظریہ کو پیش کرنے والے ماہر نفسیات ای۔ایل تھارن ڈائک ہیں۔اس نظریہ کے مطابق سیکھنے کا، اکتساب کا عمل کوشش اور غلطی کی مدد سے ہوتا ہے اور سیکھنے سے عمل میں Stimulus اور Response کے مابین رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس نظریہ کو Connectionism کے نام سے جانا جاتا ہے۔

☆ تھارن ڈائک نے سعی اور خطا کے نظریے کو پیش کرنے کے لیے ایک بھوکی بلی پر تجربہ کیا تھا۔اس نظریہ کے مطابق اکتساب کے مراحل حسب ذیل ہیں۔(1) محرکہ/ضرورت (2) ہدف/مقصد (3) رکاوٹ (4) کوشش (5) اچانک کامیابی (6) صحیح کوشش کا انتخاب (7) مقرر عمل۔

☆ سعی اور خطا اکتسابی نظریہ کے قوانین/اصول- قانونِ آمادگی، قانونِ مشق اور قانونِ تاثیر اہم ہیں۔

☆ مشینی اکتساب مثلاً -لکھنا، ٹائپنگ، کمپیوٹر کی ٹریننگ وغیرہ کے لیے سعی وخطا کا نظریہ بے حد مددگار ومعاون ہے۔بہتر اکتساب کے لیے طلبا کو ذہنی طور پر آمادہ کرنا اور ان کے اندر مشق کی عادت ڈالنا معلم کی ذمہ داری ہے۔

☆ کسی مخصوص سگنل یا مخصوص اشارے یا مخصوص حالات میں کسی مخصوص عمل یا ردّعمل کو مشروط اکتساب کہتے ہیں۔جس اکتسابی عمل میں مہیج (Stimulus) پہلے درکار ہوتی ہے اسے ہم کلاسیکی مشروط اور جس اکتسابی عمل میں عمل یا ردّعمل (Response) پہلے کیا جائے اسے ہم عملی مشروط اکتساب کہتے ہیں۔

☆ مشروط اکتساب کے اصول-تقویت کا اصول، وقفہ یا تسلسل کا اصول، معدومیت کا اصول اور ازخود بحالی کا اصول۔

☆ طلبا کے اندر نظم وضبط کو فروغ دینے میں، طلبا کے اندر اچھی عادتوں کو فروغ دینے میں، سکھانے میں، زبان دانی کی تربیت میں، طلبا کے اندر ڈر اور خوف کو دور کرنے میں مشروط اکتسابی نظریے اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ جب ہم سیکھنے کے عمل میں اپنی عقل کا، سمجھ بوجھ کا، فہم وادراک کا وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں تو ایسے اکتساب کو بصیرتی اکتساب کہتے ہیں۔اس قسم کے اکتساب میں اکتسابی ماحول کا ہم بطور مجموعی جائزہ لیتے ہیں۔سیکھنے کے عمل میں ''کل'' کی اہمیت ''جز'' سے زیادہ ہے۔

☆ بصیرتی اکتساب کے اصول میں تنظیم کا اصول، نزدیک کا اصول، یکسانیت کا اصول اور آسانی کا اصول قابلِ ذکر ہیں۔بصیرتی اکتساب دریافت، ایجادات، غور وفکر کی صلاحیت پروان چڑھانے تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں بے حد مددگار ومعاون ثابت ہوتا ہے۔

☆ سماج میں رونما ہونے والے واقعات، حادثات، تجربات اور مشاہدات کے ذریعہ سیکھنے کے عمل کو ہم سماجی اکتساب یا مشاہداتی اکتساب کہتے ہیں۔

☆ سماجی اکتساب کے مطابق حقیقی زندگی کے ماڈل اور علامتی ماڈل سیکھنے میں بہت اہم رول ادا کرتے ہیں۔

☆ سماجی اکتسابی نظریات میں نمونہ کو منتخب کرنے میں جو عوامل کارفرما ہوتے ہیں ان میں عمر، جنس اور رتبہ قابل ذکر ہیں۔

☆ سماجی اکتساب کے عمل میں اہم رول ادا کرنے والے اجزا کے طور پر توجہ، یاد رکھنا، برتاؤ کے ذریعہ عمل کرنا اور تقویت اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ شخصیت کے ہر پہلو پر سماجی اکتسابی نظریہ کا اطلاق یکساں طور پر مفید ہے اس لیے ایک معلم کو طلبا کے لیے مثالی نمونہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ذہنی، جذباتی اور مہارتوں کے اعتبار سے ان میں مثبت تبدیلی لائی جاسکے۔